پیغامِ حج

۱۴۱۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی آلِہِ الْمَیَامِیْنِ وَاَصْحَابِہِ الْمُخْلِصِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ."

"وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ."(۱)

ماہِ ذی الحجہ الحرام امتِ مسلمہ کے لئے اپنے ابدی ذخیرے کے ساتھ آ پہنچا ہے۔ اس ہمیشہ جاری رہنے والے اور نہ ختم ہونے والے روحانی منبع و سرچشمۂ فیض کے سلسلے میں ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں؛ جس سے مسلمان اپنی ہمت و معرفت کے مطابق ہر سال بہرہ مند ہو کر اپنے لئے توشۂ آخرت فراہم کرتے ہیں۔

خدا نے اپنے علم و حکمت سے فریضۂ حج میں جو وسعت و ہمہ گیری اور منافع سموئے ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ کسی دوسرے اسلامی فریضے میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک مسلمان شخص کے

لئے خلوت میں اپنے خدا کے حضور ذکر اور روحانی خضوع، معرفتِ ذات اور دل کو گناہ کی دھول سے صاف کرنا، ہر فرد کے لئے اجتماع میں شامل ہونا، پوری امتِ مسلمہ کے ساتھ ہر مسلمان کی وحدت اور ''جماعتِ مسلمین'' کی عظمت سے پھوٹنے والی قدرت کا احساس، روحانی زخموں اور بیماریوں یعنی گناہوں سے شفا حاصل کرنے کے لئے ہر فرد کی جدوجہد سے لیکر امتِ اسلامیہ کے دکھ درد اور اس کے جسم پر لگنے والی چوٹوں کی شناخت حاصل کر کے ان کے علاج معالجے کی سعی اور مسلمان اقوام یعنی اس عظیم جسم کے اعضا کے ساتھ ہمدردی کے اظہار تک وہ امور ہیں جو حج اور اس کے مختلف احکام و مناسک کی روح میں سمائے ہوئے ہیں۔

قرآن مناسکِ حج کو ''شعائر'' کے نام سے یاد کرتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مناسک محض ایک انفرادی عمل یا ایک شخصی ذمے داری کی انجام دہی سے عبارت نہیں، بلکہ یہ نشانیاں انسان کے شعور اور معرفت کی سمتوں کو متعین کرتی ہیں۔ ان علامتوں کے پس پردہ توحید کارفرما ہے، یعنی ہر اس طاقت کی نفی جو کسی نہ کسی صورت میں انسان کے جسم و جاں پر قابض اور مسلط ہے، نیز توحید سے مراد اپنے تمام وجود پر اللہ کی مطلق حاکمیت کو لاگو کرنا ہے، یا واضح اور عام فہم الفاظ میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اسلامی نظام اور قوانین کی حاکمیت و بالادستی کو رواج دینا ہے۔ حج سے متعلق آیات کے ذریعے قرآنِ مجید سب کو مشرکین کے بتوں سے اظہارِ برائت کی دعوت دیتا ہے: ''فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ.'' (۲) ممکن ہے یہ بت ایک زمانے میں انہی بتوں کی صورت میں رہے ہوں جو کعبہ میں رکھے گئے تھے، لیکن موجودہ اور (آئندہ کے) ہر دور میں انسانی زندگی اور اس کے نظام پر ناجائز بالادستی قائم رکھنے والی وہ تمام طاقتیں جن میں آج سامراجیت اور امریکہ کی شیطانی طاقت کے علاوہ مغربی ثقافت اور مسلم ممالک اور اقوام پر مسلّط کی جانے والی بُرائی اور بیہودگی کی طاقت بالکل واضح ہے، وہ سب طاقتیں بھی انہی بتوں کے مترادف ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کٹھ پتلی حکومتوں سے وابستہ اور ان کے آلۂ کار نام نہاد علما اس بات پر اصرار کرتے نظر آتے ہیں کہ ان بتوں سے مراد صرف وہی لات و منات اور ہبل ہیں جو فتح مکہ کے دن

پیغمبر اکرمؐ کے فاتح سپاہیوں کے پاؤں تلے کچل کر چور چور اور نابود ہو گئے تھے۔ ان درباری ملاؤں کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں فریضۂ حج کو ہر طرح کے سیاسی مفہوم سے عاری کر سکیں، لیکن شاید وہ اس امر سے غافل ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں کا یہ اجتماع، جس میں دنیا کے گوشہ و کنار سے مسلمان ایک ہی وقت میں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، بذاتِ خود سب سے بڑے سیاسی مفہوم کا مظہر اجتماع ہے۔ اس لئے کہ یہ امتِ مسلمہ کا وہ مظاہرہ ہے جس میں نسلی، لسانی، جغرافیائی اور تاریخی اختلافات کو بھلانے کے بعد مسلمانوں کو ایک ساتھ متحد کر کے ایک کُل کی حیثیت سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ لیکن وہ اور ان کے آقا یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان نہ تو اس عظیم وحدت سے کچھ سمجھ سکیں اور نہ ہی ان میں سے کوئی فرد اپنی اجتماعی حیثیت کو محسوس کر سکے۔ اگر کچھ لوگ ہر قسم کے جھوٹ اور مکر و فریب پر مبنی باتیں کرتے ہیں، تو صرف اس لئے کہ اس طرح وہ وحدت و اتحاد کے داعیوں اور شرک کے سرغنوں سے اظہارِ برائت کی صدا بلند کرنے والوں پر عرصۂ حیات تنگ کر سکیں۔

اسلامی جمہوریہ ایران خواہاں ہے کہ اگر حج کے صحیح مفہوم سے مناسبت رکھنے والے سب سے بڑے عمل کو نہیں تو کم از کم چھوٹے چھوٹے اعمال کو ضرور انجام دے اور وہ عمل مسلمانوں کو دعوتِ اتحاد دینا، مسلم اقوام کو ایک دوسرے کے بارے میں صحیح خبروں سے آگاہ کرنا اور شرک و فساد کے سرغنوں سے نفرت و برائت کا اظہار کرنا ہے، اور جو کوئی بھی ان گرانقدر اور اعلیٰ اقدار کے خلاف ہے اس کی ہر بات ناحق ہے اور قرآن نے اسی بارے میں فرمایا ہے کہ: "وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ." (۳) اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف باتیں کرنے والوں کی باتیں "قولِ زور" یعنی (غلط اور بے بنیاد) ہیں، اس لئے کہ اسلامی جمہوری ایران مقبوضہ فلسطین پر صہیونی حکومت کے اقتدارِ اعلیٰ کو مسترد کرنے کے علاوہ غاصبوں کے ساتھ چند فاسد اور ٹھکرائے ہوئے لوگوں کی ساز باز کو ہرگز اہمیت نہیں دیتا، وہ عرب ممالک میں امریکہ کی مالکانہ مداخلت کی مذمت کرتا ہے، وہ بعض مسلم حکام کی طرف سے محض امریکہ اور صہیونیوں کو خوش کرنے کی خاطر اپنی مسلمان اقوام سے غداری کے عمل کو ایک قبیح عمل خیال کرتا ہے، اسلامی جمہوریہ ایران مسلمانوں کو اپنی طاقت کو سمجھنے اور

محسوس کرنے کی دعوت دیتا ہے' اس لئے کہ آج کی دنیا میں کوئی بھی بڑی طاقت مسلمانوں کی طاقت کا مقابلہ نہیں کرسکتی' وہ اسلامی ممالک کے نظم ونسق کو چلانے کے لئے اسلامی معارف اور شرعی قوانین کی طاقت' اہمیت اور افادیت پر یقین کے ساتھ ساتھ مغرب کی مسلط کردہ ثقافت کو جو عریانی' فحاشی اور بے دینی کی مظہر ہے اسلامی ممالک کے لئے بیحد نقصان دہ تصور کرتا ہے' مختصر یہ کہ وہ (اسلامی جمہوریہ ایران) قرآن اور اسلام کی پیروی کی تاکید کرتا ہے۔

اگر آج تمام اسلامی ممالک بھی کھلم کھلا یہی باتیں کرنے لگیں اور سب اسی مؤقف پر ڈٹ جائیں۔ یعنی غاصب اسرائیل اور امریکہ کی جبری مداخلت کو ناجائز قرار دینے لگیں' شراب نوشی' فحاشی' عریانیت' جنسی برائیوں اور مرد وزن کی آمیزش کی نفی کریں' صہیونیوں کے ساتھ ساز باز کرنے والوں کو غدّار قرار دینے کے علاوہ مسلمانوں کو متحد ہونے اور بڑی طاقتوں کے خلاف ڈٹ جانے کی دعوت دینے لگیں' نیز اپنے حکومتی' اقتصادی اور سیاسی وغیرہ مسائل میں اسلامی احکام لاگو کریں' تو ان ممالک اور حکام کے خلاف بھی وہی پروپیگنڈے شروع ہوجائیں گے جو آج اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف کئے جارہے ہیں۔ نیز یہ تمام تر الزامات' دشنام طرازیاں اور غیر شائستہ زبان ان کے خلاف بھی کھولی جائے گی' سامراجی اور صہیونی خبر رساں ایجنسیوں کے علاوہ امریکہ' برطانیہ اور ان کے پیروکاروں کے ریڈیو وغیرہ سے یہی گالم گلوچ اور غیر شائستہ زبان ان کے خلاف بھی استعمال ہونے لگے گی۔

اور یہی ہے وہ "قَوْلَ الزُّوْر." جسے اللہ تعالیٰ نے شرک کا ہمسر اور ہم پلہ قرار دیا ہے۔ اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ درباری ملاؤں نے بھی دنیا کے بعض خطوں میں اس حرام اور خلافِ اسلام عمل کو اپنایا ہوا ہے اور وہ امریکہ اور صہیونیوں کی پروپیگنڈہ مہموں کی تبلیغ وترویج میں ہمہ تن سرگرمِ عمل نظر آرہے ہیں' لیکن کیونکہ بعض اسلامی ممالک کے علما کا ہمیشہ سے یہ شیوہ اور روش رہی ہے کہ انھوں نے جابر حکمرانوں کے سامنے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کررکھا ہے' اس لئے یہ صورتِ حال زیادہ تعجب کن بھی نہیں ہے۔ بہر حال اس وقت ہم سب کے سامنے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت "حج"

ہے اور تمام مسلمانوں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کو اس سے بھرپور فائدہ حاصل کرنا چاہیئے اور جس طرح کہ ارشادِ خداوندی ہے: ''جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ.'' (۴) مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اس سے اپنے دین اور دنیا کے فروغ اور فلاح کے لئے بھرپور استفادہ کریں۔ آج مسلمانوں کا دین خطرے میں ہے' اسے دشمن کے ثقافتی حملے کا سامنا ہے' اسلامی معاشروں میں برائی' ظلم وستم' بے ایمانی اور فحاشی و بے حیائی کے رواج کے لئے اسلام مخالف طاقتیں اپنے تشہیری اداروں اور ذرائع ابلاغِ عامہ کے ذریعے کوشاں ہیں۔

دنیائے اسلام عمومی طور پر اسلامی ممالک میں سامراج کے روز افزوں غلبے' نیز اس وجہ سے کہ اس کی ہر وہ حکومت یا گروہ جو لوگوں کے اذہان کو اسلام کی حقیقی حاکمیت اور مسلمان اقوام کی خودمختاری و آزادی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے' اُسے استعمار کی جانب سے کئی گنا دباؤ اور دشمنی کا خطرہ ہے۔ اسلام پر اس ہمہ گیر حملے کی علمبردار شیطانِ اعظم' یعنی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومت ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کو جس قدر بھی مسائل ومشکلات درپیش ہیں ان کے پیچھے ہر بابصیرت آنکھ اس اسلام مخالف حکومت کے ہاتھ یا ارادے کو دیکھ سکتی ہے۔ مقبوضہ فلسطین میں صہیونیوں کی من مانیوں' گستاخیوں نیز توسیع پسندانہ عزائم اور اسرائیل کے ساتھ زیادہ سے زیادہ عرب ممالک کو ساز باز کی طرف راغب کرنے کا اہم ترین عامل اور عنصر یہی امریکہ ہے۔

علاقے کی وہ رجعت پسند حکومتیں جو امریکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہوئے ہیں' اگر انھیں امریکہ کی حمایت حاصل نہ ہوتی' تو وہ غاصب حکومت کے مدافعین اور ساز باز کے مخالف فلسطینیوں کے خلاف نہ ہوتیں' نیز وہ لوگ جنھیں اپنے اسلامی فریضے کی بنا پر اسرائیل سے برسرِ پیکار ہونا چاہیئے تھا' وہ اسرائیل مخالف قوتوں کے ساتھ مقابلے کا لباس ہرگز نہ پہنتے۔ علاوہ ازیں امریکہ کی غیر مشروط حمایت کے بغیر نہ تو غاصب اسرائیلی حکومت حرمِ حضرت ابراہیمؑ میں ہونے والے قتلِ عام جیسے عظیم سانحے کا ارتکاب کرسکتی تھی اور نہ ہی اپنے آپ کو اس سانحے سے بری

الذمہ ظاہر کرنے کی جرائت کر سکتی تھی۔

بوسنیائی مسلمانوں کے سلسلے میں بھی یہی بات صادق آتی ہے۔صربوں کے ہاتھوں گوراشدے اور سرائیوو کے باشندوں کا قتلِ عام جو حقیقت میں معاصر دنیا کے انسانی دامن پر ذلت ورسوائی کا بدنما داغ ہے' اس کی بھاری ذمے داری بھی دنیا پر مسلط طاقتوں خصوصاً سب سے زیادہ امریکہ کے کاندھوں پر عائد ہوتی ہے۔اگر ان کی مداخلت پسندانہ پالیسیاں نہ ہوتیں' تو آج بوسنیائی مسلمان ہر طرح کے اسلحے سے لیس صربوں کے سامنے اسلحہ کی امداد سے محروم نہ ہوتے اور ہاتھ پاؤں بندھی ہوئی نیز دشمنوں کے محاصرے میں گھری ہوئی ایک قوم خونخوار' جارح اور حمایت یافتہ حملہ آوروں کے ظلم ستم کی بھینٹ نہ چڑھتی۔

المناک پہلو تو یہ ہے کہ امریکہ اور نیٹو ممالک نے نہ صرف یہ کہ بوسنیائی مسلمانوں کے قتلِ عام پر مبنی اس سفاکانہ منصوبہ بندی پر اپنی رضا مندی ظاہر کی ہے' بلکہ اقوامِ متحدہ اور اس کے سیکریٹری جنرل کو مکمل طور پر اس منصوبے پر عمل درآمد کرانے کا اختیار دے کر صربوں کے ہاتھوں بوسنیائی مسلمانوں کا قلع قمع کرنے پر بھی اپنی رضامندی کی علامت ظاہر کی ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ بوسنیا کے مسلمان بچوں' عورتوں' بوڑھوں اور نوجوانوں پر وحشیانہ حملے کے کئی ہفتے بعد گوراشدے شہر میں' جہاں ہزاروں بے گناہ لوگ قتل ہوئے اور جہاں کے باشندوں پر اتنی بڑی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا تھا' وہاں صربوں پر فضائی حملے کو مؤخر کرنے کے بعد یہ لوگ اس مسئلے کو اپنی انسان دوستی' امن پسندی اور غیر جانبداری پر محمول کرتے ہیں۔

آیا کئی گھنٹوں اور دنوں کے بعد اگر کوئی کوڑے کے ذریعے کسی شخص کی سزا کو مؤخر کردے' تو کیا وہ انسان دوستی کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ کیا سزا نہ دینے کو دلیل کے طور پر پیش کرنا غیر جانبدار ہونے کا ثبوت ہے؟

یہی مسئلہ جو ظاہری طور پر غیر جانبداری ہے درحقیقت مسلمانوں کے خلاف مخاصمانہ روش ہے' جسے ان تمام امور میں دیکھا جا سکتا ہے جن میں ایک طرف اپنے دشمنوں کے ظلم وستم اور دباؤ کی

زد میں آنے والے مظلوم مسلمان ہیں اور دوسری طرف امریکہ اور اس کے یورپی اتحادی ممالک۔ ایسے ہی امور کی مثالوں میں بطورِ نمونہ کشمیر کے دل ہلا دینے والے مسائل، قرہ باغ اور تاجکستان کے مسلمانوں کی تکلیف دہ صورتِ حال ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی حکومت یا جماعت اسلام کا نعرہ لگاتی ہے اور بغیر کسی قید و شرط کے اسلام کی بالادستی کے لئے جدو جہد کرتی ہے، تو اسے توہین، الزامات، تشدد، سختی اور امریکہ کی خباثت آمیز دشمنی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس امر کی واضح مثالیں حکومتِ سوڈان، الجزائر کی اسلامی تحریک، لبنان کی حزب اللہ، حماس اور فلسطین کی اسلامی جہاد، مصری مسلمان اور اسی طرح کے دیگر لوگ ہیں۔ ان سب کے ساتھ عالمی سامراج اور اس کے کٹھ پتلی عناصر بلکہ ان سب سے بڑھ کر امریکہ نے ایک ایسا رَوِیّہ اور سلوک اپنایا ہوا ہے جو تشدد پر مبنی قبائلی معاشروں کے اصولوں اور رَوِیّوں کی طرح ہوتا ہے۔

اسلامی ملک ایران کے خلاف غصے اور بے انصافی پر مبنی امریکہ کے معاندانہ اصول اور دشمنی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے غیر مؤثر رہی ہے ایک الگ کہانی ہے جس سے دنیا کے بہت سے لوگ بخوبی باخبر ہیں۔ کیا آج عظیم امتِ مسلمہ، مسلمان سربراہانِ مملکت، سیاستداں، دانشور اور علمائے دین پر ذمے داری عائد نہیں ہوتی؟ وہ افراد جو اسلام کے عظیم القدر پیغمبر کی اس حدیث پر عقیدہ رکھتے ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا: "مَنْ اَصْبَحَ وَلَمْ یَهْتَمَّ بِاُمُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ فَلَیْسَ بِمُسْلِمٍ." (۵) آیا ان لوگوں کے لئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے حجِ بیت اللہ سے زیادہ بہتر موقع اور ایامِ معلومات سے زیادہ مناسب کوئی وقت ہوسکتا ہے؟ یقینی طور پر اس امر کو ہرگز بے مقصد قرار نہیں دیا جاسکتا کہ حضورِ اکرمؐ نے مشرکین سے نفرت و برائت کے اظہار کے لئے (جو ایک مکمل سیاسی عمل ہی نہیں بلکہ پہلی اسلامی ریاست کے نظام اور حکومت کے سیاسی ڈھانچے کی اہم ترین اساس بھی ہے) حج کے دنوں کا انتخاب فرمایا اور قرآنی دستور میں اعلان کیا گیا کہ:

"وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ

وَ رَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْآ اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ." (٦)

جی ہاں' حج ایک ایسا فریضہ ہے جس کے ذریعے امتِ مسلمہ کی تمام اہم سیاسی مشکلات حل کی جاسکتی ہیں۔اس لحاظ سے حج ایک دینی سیاسی فریضہ ہے اور اس کی فطرت وخصوصیات اس بات کی واضح طور پر نشاندہی کرتی ہیں۔جو لوگ اس حقیقت کا انکار کرتے ہوئے اس کے خلاف پروپیگنڈہ کررہے ہیں' وہ درحقیقت ان مسائل کے حل کے خلاف ہیں۔

مختصر یہ کہ حج وحدت' مسلمانوں کے اقتدارِ اعلیٰ اور مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی اصلاح سے عبارت فریضہ ہے۔ بلکہ مختصر الفاظ میں اسے دنیا وآخرت کے فریضے سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے۔جو لوگ حج کے سیاسی مفہوم کو قبول نہیں کرنا چاہتے' وہ درحقیقت اسلام کو سیاست سے دور اور دین کو سیاست سے جدا سمجھتے ہیں۔جبکہ سیاست سے دین کی جدائی کا نعرہ وہی مسئلہ ہے جسے اسلامی معاشرے پر اسلام کی حاکمیت کے مخالفین نے بیسیوں سال سے مسلط کر رکھا ہے اور آج جب ایران میں دین مقدس اسلام کی بنیادوں پر استوار ایک حکومت قائم ہوچکی ہے' نیز پورے عالمِ اسلام میں اسلامی حکومت کے قیام کا روز افزوں شوق وولولہ تیزی سے پھیل رہا ہے' اس نعرے کو ہر زمانے سے زیادہ تیزی اور سختی کے ساتھ بلند کیا جارہا ہے۔اور جہاں اس ہدف کی تکمیل کے لئے راہیں ہموار کی گئی ہیں' وہاں وہ لوگ جہاں تک ان کا بس چلتا ہے سختی اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس کے خلاف میدانِ کارزار میں اُترتے ہیں۔

اسلامی حاکمیت جہاں اسلامی ممالک میں مستکبرین کی مداخلت کے مقابلے میں ڈٹ جانے کی ضامن ہے' وہاں اسلامی ممالک کے نظم ونسق چلانے کے لئے بڑھنے والی شیطانی طاقتوں اور عالمی سامراج سے وابستہ عناصر کے ہاتھ ہمیشہ کے لئے قلم کردینے کا باعث بھی ہے۔لہٰذا یہ ایک فطری امر ہے کہ سامراج اور اس کے کٹھ پتلی عناصر' تمام شیاطین اور ان کے پیروکار اس اسلامی حاکمیت سے ناراض ہوں' جبکہ اس کے برعکس خدا اور روزِ جزا پر ایمان رکھنے والے اسلام کے سچے

پیروکار، اسلامی حاکمیت کو اپنانے کے لئے اسی انداز سے جہاد کریں۔

اب جبکہ سعادتمند لوگوں کو یہ توفیق حاصل ہوئی ہے کہ وہ دنیا کے تمام خطوں سے معین دنوں میں آ کر حج بیت اللہ کا شرف حاصل کریں، میں نہایت عجز وانکساری کے ساتھ خداوندِ متعال سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کے حج کو قبول فرمائے اور انھیں اس کا اجرِ عظیم عطا کرے۔ نیز انھیں اور پوری امتِ مسلمہ کو اس (حج) کے منافع سے بہرہ مند فرمائے۔

میں اس موقع پر اپنے بھائیوں اور بہنوں کو بعض امور کی خاص طور پر تلقین کرنا چاہتا ہوں:

۱۔ (حج کے) اس موقع کو اپنی ذات کی تعمیر اور خضوع وخشوع کے لئے ایک غنیمت سمجھ کر اپنی پوری زندگی کے لئے اس سے روحانی زادِ راہ حاصل کریں۔

۲۔ مسلمانوں کے اہم ترین مسائل کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور یہ خواہش ہمیشہ اپنی دعاؤں اور مناجات میں شامل رکھیں۔

۳۔ دیگر ممالک کے مسلمانوں اور ان کی روزمرہ زندگی کے مثبت ومنفی پہلوؤں سے آشنائی حاصل کرنے کی خاطر ہر مناسب لمحے سے استفادہ کریں۔

غیر ایرانی مسلمان افراد کو چاہئے کہ وہ اسلامی ملک ایران سے متعلق حقائق اور مسائل کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ایرانی بھائیوں اور بہنوں کی زبانی سنیں اور عالمی پروپیگنڈوں کی سچائی اور جھوٹ کو پرکھیں۔ علاوہ ازیں ہمیشہ یہی کوشش کریں کہ مسلمانوں کے مسائل کے بارے میں حضرت امام خمینی (قدس نفسہ الشریفہ) کی تعلیمات سے آشنائی اور استفادہ کر کے تاریخِ اسلام کے اس عظیم مصلح کو بہتر طریقے سے سمجھیں۔

۴۔ امتِ مسلمہ اپنے ملک کے حالات کے بارے میں ہر قسم کی صحیح اطلاع اور شناخت دوسرے ممالک کے مسلمانوں تک پہنچائیں۔

۵۔ اپنی گفتگو کے دوران، چاہے آپ کا تعلق کسی بھی اسلامی ملک سے ہو یا آپ کسی بھی نقطۂ نظر کے حامی ہوں، اسلامی تفکرات کو اُجاگر کریں اور دوسروں کو بھی اس بارے میں سوچنے کی تلقین

کریں۔قطع نظراس کے کہ آپ کی جغرافیائی‘ نسلی یا گروہی سرحدیں کہاں ملتی ہیں؟

۶۔ ہمیشہ اپنے سننے والوں کو اس امر کی یاددہانی کرائیں کہ خدائے متعال نے کروڑوں مسلمانوں کو اسلامی ممالک کی صورت میں ایک عظیم طاقت عطا کی ہے‘ ان ممالک میں نہ صرف بے شمار مادّی اور روحانی طاقتیں موجود ہیں بلکہ یہ ثقافت کے عظیم ورثے‘ تہذیب وتمدن‘ یقین اور اخلاقیات جیسی نعمتوں سے بھی مالا مال ہیں۔

۷۔یورپی طاقتوں خاص طور پر امریکہ کے اس خواب کو کہ وہ ہمیشہ قائم رہنے والی دائمی طاقت ہے شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیں۔سامراج چاہتا ہے کہ اس کی ہمیشہ تجلیل وتعریف ہوتی رہے اور وہ اپنے دوام کو مسلمانوں کے ذہن میں بٹھادے۔اس بات کو خود بھی یاد رکھیں اور دوسروں کو بھی اس کی یاددہانی کرائیں کہ جس طرح بظاہر ناقابلِ شکست نظر آنے والی کمیونسٹ طاقت موجودہ نسل کے سامنے بغیر کوئی نشان چھوڑے ٹوٹ کر راکھ ہو چکی ہے‘ اسی طرح ممکن ہے کہ موجودہ (نام نہاد) بڑی طاقتیں بھی جلد تباہ ہو کر نابود ہو جائیں۔

۸۔اسلامی ممالک کے دانشوروں اور علمائے دین کی ذمے داریاں بہت زیادہ ہیں۔آپ کو چاہیے کہ آپ انھیں اور دیگر افراد کو اس حقیقت کی یاددہانی کراتے رہیں۔

۹۔ جہاں تک مسلم قائدین کے لئے حسنِ نیت کا تعلق ہے‘ اسلامی ممالک کے سربراہوں کو ان کی ذمے داریوں‘ ان کو درپیش مسائل‘ مسلمانوں کے مفادات کے حصول‘ استعماری طاقتوں سے دور رہنے کی تلقین‘ اپنے لوگوں پر اعتماد اور اپنے حکمرانوں کے ساتھ اچھے روابط استوار کرنے کے بارے میں یاددہانی کراتے رہیں۔خدا کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ ان معاملات کو درست کرنے میں آپ کا حامی ومددگار ہو۔

۱۰۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ فقط سربراہوں پر ہی یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے کاندھوں پر قوم کی ذمے داریوں کا بوجھ اٹھائیں‘ بلکہ ہر وہ شخص جو ان عظیم مقاصد کو سمجھ سکے‘ وہ ایک انتہائی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔مجھے امید ہے کہ محترم حجاجِ کرام کا حج خداوندِ متعال کے لطف وکرم اور حضرت امامِ زمان

ولی اللہ الاعظم ارواحنالہ الفدا کی خاص توجہ سے بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت حاصل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور رحمتِ واسعۂ الٰہی امتِ مسلمہ اور مسلمانوں کے شاملِ حال ہوگی۔

والسلام علی جمیع عباد اللہ الصالحین

سید علی حسینی خامنہ ای

۴ ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۴ھ

حواشی:

(۱) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہوکر آئیں گے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷)

(۲) تم ناپاک بتوں سے پرہیز کرتے رہو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۰)

(۳) لغو اور مہمل باتوں سے اجتناب کرتے رہو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۰)

(۴) اللہ نے کعبہ کو جو بیت الحرام ہے لوگوں کے قیام کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ (سورۂ مائدہ۔ آیت ۹۷)

(۵) جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ مسلمانوں کے امور سے بے خبر ہو تو وہ مسلمان نہیں۔ (حدیثِ پیغمبرؐ)

(۶) اور اللہ و رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن انسانوں کے لئے اعلانِ عام ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں مشرکین سے بیزار ہیں۔ لہٰذا اگر توبہ کرلو گے تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر انحراف کیا تو یاد رکھنا کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے ہو۔ اور پیغمبر آپ کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)